انہوں نے پوچھا کہ میرے درس کے بارے میں کیا تاثرات ہیں جس پر سیداہان صاحب نے فرمایا کہ آپ نے ہمیں حضرت مدنیؒ کی یاد دلادی۔

مشہور تلامذہ: مرحوم کے تلامذہ میں مولانا محمد اسحاق مدین، مولانا محمد اسماعیل فاضل دیوبند ساکن مکہ مکرمہ، مولانا حبیب اللہ کراچی، مولانا قاضی صاحب آف قمبر اور مولانا رشید احمد سواتی وغیرہ شامل ہیں۔ گزشتہ ماہ مولانا رشید احمد سواتی کی تازہ تالیف دفاع درس نظامی کے عنوان پر شائع ہوئی۔ تو اس کی تقریب رونمائی کا انعقاد کیا گیا، جس میں مرحوم موصوف کو بھی مدعو فرمایا۔ اس پر آپ نے دارالعلوم حقانیہ آنے کا پختہ آمادگی ظاہر فرمائی، لیکن بعد میں بوجوہ یہ پروگرام ملتوی ہوا۔ جس کی وجہ سے ہم ان کی زیارت سے بہرہ ور نہ ہو سکے۔ آپ کے ایک بھتیجے مولانا محمد مصطفیٰ صاحب دارالعلوم مدینہ سوات کے فارغ التحصیل ہیں جنہوں نے آپ کی خدمت میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ جنہیں مرحوم نے اپنی خلافت سے بھی نوازا، آپکا نسبی اولاد تو نہیں لیکن یہی برادر زادہ آپ کا جانشین ہیں۔

حقانیہ میں دعائے مغفرت اور فاتحہ خوانی: ان کی مغفرت کے لئے دارالعلوم حقانیہ میں مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی سربراہی میں ختم قرآن اور فاتحہ خوانی کی گئی۔

شیخ الحدیث دارالعلوم نصرت الاسلام انگلینڈ

حضرت مولانا محمد فضل الرحیم فاضل دیوبند

کچھ عرصہ قبل دارالعلوم حقانیہ میں اساتذہ کرام کے ساتھ ایک علمی مجلس میں بقیۃ السلف اکابر علماء کرام کا موضوع زیر سخن تھا، اس دوران دارالعلوم حقانیہ کے معقولات کے استاد مولانا رشید احمد نے کہا کہ ہمارے گاؤں کے ایک عالم دین مولانا فضل الرحیم بھی دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں جو کہ اس وقت شدید علیل ہو کر اپنے بیٹے کے ہاں حسن ابدال کے قریب کے ایک گاؤں منوگر میں قیام پذیر ہیں۔ احقر نے یہ سن کر ان سے ملاقات کا اسی وقت تہیہ کیا تاکہ اُن کے فیض و برکت سے بھی استفادہ کرسکوں اور اُن کے احوال وسوانح بھی قلم بند کی جاسکے۔ اسی منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کیلئے احقر ۲۰ فروری بروز جمعہ بعد نماز عصر اپنے چھوٹے بیٹے محمد معز الحق سلمہ اور طالب علم ساتھی مولانا شاہد مشہود کو ساتھ لے کر حسن ابدال روانہ ہوا۔ شام کی نماز کے بعد اُن کے گھر پہنچے۔ موصوف کے ایک فرزند جناب سعید احمد نے بڑی محبت کے ساتھ ہمارا استقبال کیا اور پھر ہمیں اپنے والد صاحب کے پاس لے کر گئے۔ اس وقت مولانا فضل الرحیم صاحب نیم غنودگی کے

عالم میں چارپائی پر لیٹے تھے اور مختلف ڈاکٹر صاحبان اس موقعہ پر اُن کے سینے سے پمپ کے ذریعے ریشہ نکالنے کے عمل پر مصروف نظر آرہے تھے۔ مولانا کے فرزند نے بتایا کہ گزشتہ دس دنوں سے والد صاحب اسی کیفیت میں ہے، بات چیت کرنا بھی چھوڑ دی ہے۔ صرف انگشت شہادت اٹھا کر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے ہیں، میں نے حسرت بھری آہ کے ساتھ کہا کہ افسوس صحت کی حالت میں انکی ملاقات میسر نہ ہوسکی، کچھ دیر بعد میں نے مولانا فضل الرحیم صاحب سے مصافحہ کیا اور بلند آواز سے السلام علیکم کہا جس پر انہوں نے میرے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں روک کر دبایا جس سے بڑی حد تک اطمینان ہوا کہ حاضری بھی لگ گئی اور محبت کا اظہار بھی فرمایا۔ ہماری یہ ملاقات تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پر محیط تھی۔ اس دوران عشاء کی نماز پڑھی اور کھانا بھی کھایا، افسوس کہ اس نشست کے پانچ دن بعد یہ عظیم شخصیت بروز بدھ ۲۵ فروری ۲۰۱۵ء کو اپنے گاؤں درشخیلہ میں انتقال کر گئی اور ہم ان کے فیض و برکت سے محروم ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے اس ملاقات میں جناب سعید صاحب اور اس کے دوسرے بھائی مولانا ریاض صاحب سے ان کے والد صاحب کے کچھ حالات نوٹ کیے جو یوں تھے:۔

نام ونسب: مولانا فضل الرحیم بن حضرت مولانا محمد مرتضیٰ بن محمد محب اللہ بن فیض اللہ۔ آپ کے اجداد میں بعض بڑے روحانی بزرگ بھی گزرے ہیں۔ جن میں جناب سید عبدالجلال بخاری المعروف منزری بابا اور ان کے والد جناب حضرت سید عبداللہ شاہ بخاری کوہاٹی مشہور ہیں۔ آپ کے والد مولانا مرتضیٰ صاحب ایک عرصہ تک سمندری جہاز میں ملازم رہے، بعد میں طب و حکمت کے شعبہ سے وابستہ ہوئے۔ اس شعبہ میں انہیں خاص مہارت اور کمال حاصل تھا۔ خود مولانا موصوف بھی حکمت میں ماہر حکیم تھے۔ نبض سے ہی بیماری جان لیتے تھے۔

پیدائش و ابتدائی تعلیم: ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے۔ آپکی والدہ نہایت نیک پارسا عورت تھی۔ وہ چلتے پھرتے قرآن پاک کی کثرت سے ورد کرتی تھی۔ سورت یسین شریف بچپن سے انکی زبان سے یاد کیا اور پھر قرآن مجید کی تعلیم اپنے والد سے پائی۔ ابتدائی دینی تعلیم کوز درشخیلہ کے معروف عالم دین مولانا عبدالحلیم سے پائی۔ کچھ عرصہ کیلئے مردان اور نوشہرہ کے دیہاتوں میں مختلف ماہرین فن علماء سے کسب فیض پایا۔

اعلیٰ تعلیم و فراغت: فنون کی تکمیل کیلئے ہندوستان جا کر پہلے مظاہر العلوم میں داخلہ لیا پھر دارالعلوم دیوبند پہنچے، جہاں چار سال تک تحصیل علم کے بعد ۱۹۴۸ء میں فراغت پائی، دوران تعلیم آپ کا علمی انہماک اس حد تک رہا کہ چار سال تک اپنے گاؤں سالانہ تعطیلات کے موقعہ پر بھی نہیں آئے۔

درس تدریس: حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحبؒ نے تحصیل علم کے بعد انہیں وہاں درس وتدریس کی پیشکش بھی کی لیکن ان کے والد صاحب نے اجازت نہ دی، انکی خواہش تھی کہ اپنے گاؤں میں ہی علم دین

کوفروغ دے۔لہٰذا واپس آ کر اپنے گاؤں کی ایک مسجد میں امامت وخطابت کے ساتھ درس وتدریس شروع کی جہاں افغانستان اور صوبہ سرحد کے دور دراز علاقوں سے لوگ آپ کے پاس علمی پیاس بجھانے کیلئے آتے رہیں۔والیٔ سوات نے انہیں کئی دفعہ اپنے دارالعلوم میں اور کالجوں میں لیکچرر شپ کی پیشکشیں کیں لیکن انہیں بھی یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ مجھے اپنے گاؤں میں ہی علم کی ترویج واشاعت کرنی ہے۔

دارالعلوم نوٹنگھم انگلینڈ میں: مولانا کمال خان جو کہ انگلینڈ میں مقیم تھے، انہوں نے آپ کو نوٹنگھم دارالعلوم کے قیام پر وہاں آنے کی دعوت دی جسے آپ نے ابتدا میں رد کیا لیکن بعد میں مولانا یوسف افشانی، مولانا رضا اور جناب افضل خان صاحب کے بڑے بھائی محمد عالم خان کے بار بار اصرار پر مجبور ہو کر قبول کیا۔۱۹۸۴ء میں حج کی ادائیگی کی بعد وہاں تشریف لے گئے جہاں مدرسہ نصرت الاسلام میں عرصہ تیس برس تک علوم نبوی ﷺ کی خدمت میں مصروف رہیں۔ انگلینڈ میں قیام کے دوران آپ سے سینکڑوں یورپین نوجوانوں کے علاوہ افریقہ کے لوگوں نے بھی بھرپور استفادہ کیا۔آپ نے وہاں مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف، ھدایہ اولین وآخرین کا درس طویل عرصے تک رہا۔آخری پانچ سال کے دوران بخاری شریف اور مسلم شریف کا درس آپکے ذمہ تھا۔

مشاہیر تلامذہ: آپکے تلامذہ میں مولانا محمد نعیم انگلینڈ، مولانا فضل اللہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد، مولانا فہیم صاحب نمائندہ وفاق المدارس مالاکنڈ ڈویژن، مولانا نعیم صاحب نیروبی کینیا، مولانا وحید شاہ چھچھ مقیم مانچسٹر، مولانا عفان صاحب وغیرھم قابل ذکر ہیں۔

وفات: ۲۶ رمضان ۱۴۳۵ھ کو آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور کومہ میں چلے گئے، بعد میں افاقہ ہوا لیکن پوری طرح صحت یاب نہ ہو سکے، اسکے بعد طویل عرصے تک آپ صاحب فراش رہے تا آنکہ ۲۵ فروری ۲۰۱۵ء کو صبح اذان فجر کے وقت اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اللھم اغفرہ ورحمہ واجعل الجنة مثوہ۔ جنازہ آپ کے فرزند مولانا ریاض صاحب نے سہ پہر ۳ بجے پڑھایا جسمیں سخت برفانی سردی کے باوجود ڈھائی سے تین ہزار تک افراد نے شرکت کی۔

شیخ الحدیث مولانا امیر حمزہؒ کی المناک شہادت

مہتمم دارالعلوم تقویٰ نوشہرہ

ملک عزیز پاکستان کی گلی گلی خون ناحق سے رنگین ہے، آئے روز کسی نہ کسی جگہ بے گناہ انسانوں کو لقمہ اجل بنایا جا رہا ہے۔گزشتہ کچھ عرصے سے سفاکیت اور بے دردی کی جو تاریخ رقم کی گئی اسکی تو مثال بھی نہیں ملتی۔خیبر سے لے کر کراچی تک سینکڑوں علماء کرام کو خون میں نہلایا گیا۔دن دہاڑے،